Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: ڈیلی الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

الفضل لاہور

روزنامہ

فی پرچہ ۱؍

یوم: پنجشنبہ ۱۴ ذی القعدہ ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۱۵ وفا ۱۳۳۳ ہش - ۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۰۲

مشرقی بنگال کی معیشت کو بہتر بنانے کیلئے اس سال اکیس کروڑ روپے کی مالی امداد دی جائیگی

ترقی کی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرکز صوبائی حکومت کو ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض بھی دے گا

کراچی ۱۴ جولائی۔ مشرقی بنگال کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے اس سال مرکز اسے اکیس کروڑ روپے کی مالی امداد دے گا۔ صوبہ میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ کے معاً بعد ماہرین کی جو ہائی کمیٹی مشرقی بنگال کی معیشت کا جائزہ لینے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اسی کی سفارشات کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ نیز حکومت نے پٹ سن پر سے ڈیوٹی ہٹالی ہے۔ اس سے عام لوگوں کا بوجھ کافی کم ہو گیا ہے۔ اکیس کروڑ کی کل امداد میں سے ۱۲ کروڑ روپے ترقی کی سکیموں کے تحت عام ضروریات پوری کرنے کے لئے مہیا کیا جائے گا۔ ترقی کی سکیموں کے لئے مرکزی حکومت نے پچھلے سال صوبائی حکومت کو ساڑھے سات کروڑ روپیہ قرض دیا تھا۔ اس سال یہ قرضہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ دیا جائیگا۔

انٹرمیڈیٹ (آرٹس) کے امتحان میں تعلیم الاسلام کالج کے منور احمد نے یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی

لاہور ۱۴ جولائی۔ پنجاب یونیورسٹی کے انٹرمیڈیٹ آرٹس کے امتحان میں جس کے نتائج کا آج رات گئے اعلان کیا گیا ہے۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور کے طالب علم منور احمد نے ۶۵۰ نمبروں میں سے ۴۸۱ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ منور احمد ۱۹۵۲ء کے امتحان میٹرک میں ۸۵۰ میں سے ۷۴۶ نمبر لیکر یونیورسٹی بھر میں اول آئے تھے۔ اسی طرح انٹرمیڈیٹ (آرٹس) کے امتحان میں کامیاب ہونے والے پہلے دس طلباء میں کالج کے ایک اور طالب علم محمد اسلام بھٹی بھی شامل ہیں۔ انہوں نے ۴۳۱ نمبر حاصل کرکے یونیورسٹی میں ساتویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ امسال ایف۔ اے اور ایف۔ ایس سی کے امتحانات میں تعلیم الاسلام کالج کے جن طلباء نے فرسٹ ڈویژن حاصل کیا ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
۹۲۹۸	منور احمد	۴۸۱
۹۳۸۹	محمد اسلام بھٹی	۴۳۱
۹۳۴۰	سعید احمد خان رحمانی	۴۱۱
۲۰۰۳	عبد الغفور زاہد (میڈیکل)	۴۲۷
۲۰۱۳	محمد فضل حق "	۳۹۵
۱۵۷۴	جمیل الرحمٰن رفیق (نان میڈیکل)	۴۱۰
۱۶۷۴	شمیم احمد خالد "	۳۹۳

تعلیم الاسلام کالج کے ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس سی اور بی۔ اے بی۔ ایس سی کے تفصیلی نتائج صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔ علاوہ ازیں ضلع جھنگ کی پرائیویٹ طالبات کے نتائج بھی صفحہ ۸ پر درج ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ناصر آباد ۱۴ جولائی۔ (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب اپنے پیارے امام کی کامل صحت یابی کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں۔

کراچی ۱۴ جولائی۔ اب تک حکومت سندھ براہ راست اور ایجنٹوں کے ذریعہ اکیاسی ہزار ٹن گندم خرید چکی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں

لاہور ۱۴ جولائی (بوقت ساڑھے نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:۔

"رات حضرت میاں صاحب کو نیند اچھی آگئی۔ آج دن بھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی رہی۔ دو دن سے چارپائی پر بیٹھنا بھی شروع کر دیا ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں"۔

(ڈاکٹر مرزا منور احمد)

پنجاب یونیورسٹی انٹرمیڈیٹ اور بی اے کے نتائج کا اعلان

بی اے کے امتحان میں ۸۴ فیصد اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۱۳۳۴۸ امیدوار کامیاب ہوئے

لاہور ۱۴ جولائی۔ آج رات گئے پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ اے۔ بی۔ ایس سی اور ایف۔ اے ایف ایس سی کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا۔ بی ایس سی کے امتحان میں گورنمنٹ کالج لاہور کے محمد افضل ظفر ۶۵۲ نمبر لے کر اول رہے۔ گارڈن کالج راولپنڈی کے دو طالب علم مسٹر محمد اسلم اور مسٹر اکبر جون علی الترتیب ۶۰۳ اور ۳۴۷ نمبر لیکر دوم اور سوم رہے۔ بی اے کے امتحان میں مرے کالج سیالکوٹ کے محمود اسلم قمر ۳۷۵ نمبر لیکر اول ہے۔ منٹگمری کے ایک پرائیویٹ طالب علم شیر محمد زمان اور گورنمنٹ کالج منٹگمری کے محمد امین ۳۶۵ نمبر لیکر دوم اور صادق ایجرٹن کالج بہاولپور کے محمد اشرف ۳۶۴ نمبر لے کر سوم آئے ہیں۔ ضلع لائلپور کی شمیم دختر ۳۴۳ نمبر لے کر لڑکیوں میں اول آئی۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

کراچی ۱۴ جولائی۔ پاکستان اور عراق کے درمیان ایک معاہدے کے مطابق آئندہ دونوں ملکوں میں ٹرانزٹ ویزا کی فیس نہیں لی جائے گی۔ معاہدہ کے مطابق ایک دوسرے ملک کے لئے اب ٹرانزٹ ویزا آزادی سے دیئے جائیں گے۔

مصر نے برطانیہ کو جوابی تجاویز بھیجی ہیں

قاہرہ ۱۴ جولائی۔ نہر سویز کے جھگڑے کے متعلق مصر نے برطانیہ کو جوابی تجاویز بھیجی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مصر برطانوی تجاویز میں دو تبدیلیاں کرنا چاہتا ہے۔ پہلی یہ کہ برطانوی فوجوں کے انخلاء کی مدت دو سال کی بجائے ڈیڑھ سال کر دی جائے۔ دوسری یہ کہ ۱۹۳۶ء کے مصری برطانوی معاہدے کی بجائے جو نیا معاہدہ کیا جائے۔ اس کی مدت دس سال کی بجائے ۶ سال ہونی چاہیئے۔

اب ملک کی عدلیہ کو عوام کا پہلے سے زیادہ اعتماد حاصل ہے (جسٹس محمد منیر)

لاہور ۱۴ جولائی۔ پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر محمد منیر کے اعزاز میں آج لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے ایک دعوت کا انتظام کیا گیا۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے جسٹس محمد منیر نے کہا۔ کہ اب ملک کی عدلیہ کو مجالس قانون ساز اور عوام کا پہلے سے زیادہ اعتماد حاصل ہے۔ آپ نے کہا۔ تقسیم کے بعد ہائی کورٹوں کے سپرد ایسے ایسے کام کئے گئے۔ جن کا تقسیم سے پہلے تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ آپ نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ کہ وکلاء کا ایک آزاد ادارہ اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا عدلیہ کی آزادی۔ لاہور ہائی کورٹ میں بار کونسل کے قانون کا نفاذ اس سلسلہ کا پہلا قدم ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ بار کونسل کے قانون کا اجراء عنقریب سارے پاکستان میں ہو جائے گا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اطاعت فرمانبرداری اور تقویٰ

عن عرباض ابن سارية قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر ثم اقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت لها الاعين ووجلت منها القلوب قلنا يا رسول الله كان هذه موعظة مودّع فاوصنا قال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبداً حبشيا فانه من يعش منكم يرى بعدى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وان كل بدعة ضلالة (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ: عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ایک ایسی مؤثر وعظ فرمائی کہ اسے سنکر آنکھوں میں آنسو آگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وعظ تو ایک رخصت کرنیوالے کی مانند ہے۔ آپؐ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور فرمانبرداری اور اطاعت کرو۔ اگرچہ ایک حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ جو شخص تم میں سے زندہ رہا وہ میرے بعد کئی باتوں میں اختلاف دیکھے گا۔ تم ایسے وقت میں میری اور میرے خلفاء کی سنت پر عمل کرنا جو ہدایت دینے والے اور خود بھی ہدایت یافتہ ہیں۔ اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور شریعت میں نئی باتیں پیدا کرنے سے پرہیز کرنا کیونکہ اس قسم کی نئی بات بدعت ہوتی ہے۔ اور ہر ایک بدعت گمراہی کا موجب ہے۔

پروگرام دورہ حلقہ ہائے جماعت انصار اللہ لاہور

زعیم اعلیٰ انصار اللہ۔ لاہور جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب کے ارشاد کے مطابق ذیل کے نقشہ کے مطابق حلقہ ہائے جماعت انصار اللہ۔ لاہور کا دورہ ہوگا۔ صدر صاحبان حلقہ جات کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ تاریخ مقررہ پر شام کی نماز میں چالیس سال سے اوپر کی عمر کے احباب کو جمع کرنے کا انتظام فرمادیں۔ ہر حلقہ میں مجلس انصار اللہ قائم کی جائیگی اور عہدیداران کا انتخاب ہوگا۔ مرکز سے نائب قائد تعلیم و تربیت مولوی قمر الدین صاحب بھی دورہ میں شامل ہوں گے

(ملک فضل کریم جنرل سیکرٹری انصار اللہ لاہور)

نمبر شمار	تاریخ برائے دورہ	نام حلقہ	کیفیت
۱	۱۴ جولائی ۱۹۵۵ء	گڑھی شاہو لاہور	
۲	۱۵ جولائی "	کینال پارک "	
۳	۱۶ جولائی "	اچھرہ "	
۴	۱۷ جولائی "	پرانی انارکلی "	
۱	۱۸ جولائی "	فضل عمر لائبریری جودھامل بلڈنگ میں عہدیداران مجلس انصار اللہ کا اجلاس ہوگا۔ ممبران کے اسماء گرامی ۱۔ خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب ۲۔ پروفیسر حبیب اللہ صاحب ۳۔ ڈاکٹر عبید اللہ صاحب ہومیوپاتھ ۴۔ شیخ عبداللطیف [illegible]	

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی قربانی کا معیار بڑھائیں

(از مکرم جناب ناظر صاحب بیت المال ربوہ)

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا ٭ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

احباب جماعت کو نمائندگان مجلس مشاورت اور الفضل مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۵ء سے معلوم ہو چکا ہے کہ جماعت جن ہنگامی حالات میں سے گذر رہی ہے اس کے پیش نظر تحریک خاص کی تجویز کی گئی ہے تا ان اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔ جن کا تقاضا موجودہ حالات کرتے ہیں۔ یہ تحریک حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود نمائندگان مجلس مشاورت کے سامنے فرمائی۔ جس کی نمائندگان نے بالاتفاق تائید کی۔ اس کے بعد جو فیصلہ حضور نے فرمایا۔ وہ ۲۴ اپریل ۱۹۵۵ء کے اخبار الفضل میں ان الفاظ میں شائع ہو گیا ہے۔ کہ:

"آئندہ تین سال کے لئے ہر موصی اپنے چندہ میں دو پیسے فی روپیہ اور غیر موصی ایک پیسہ فی روپیہ ایزادی کرے۔ یہ زیادتی لازمی ہے۔ اختیاری نہیں۔ تین سال گذرنے کے بعد اس پر پھر غور کیا جائے گا۔ اور اگر ضرورت محسوس ہو۔ تو ایک یا دو سال کے لئے اس کو مزید جاری رکھا جائے"

یہ اس فیصلہ کے الفاظ ہیں جو امسال مجلس مشاورت میں نمائندگان نے کیا ہے۔ اور اس فیصلہ کے مطابق احباب جماعت کو مئی کے مہینہ سے یہ چندہ دینا ہوگا۔

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ کیونکہ اس نے یہ بیڑا اٹھایا ہے۔ کہ وہ اسلام کا جھنڈا بلند کرے۔ اور تمام دنیا کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے آئے۔ . . .

. . . .

اسلام کا عظیم الشان کام بجز قربانی ہوتا ہے۔

جس قدر زیادہ بوجھل کام ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ زور لگایا جاتا ہے۔ پس ہمارا کام بھی کوئی معمولی کام نہیں بلکہ نہایت اہم اور عظیم ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسکے لئے اپنا پورا زور لگادیں۔

صحابہ کرامؓ نے جس رنگ میں قربانیاں کیں۔ یہ انہی کا نتیجہ تھا کہ عرش سے خدا تعالیٰ نے خوش ہو کر انہیں رضی اللہ عنہم کا خطاب دیا۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا۔ وہ مقدس امانت جو ان کے سپرد کی گئی تھی۔ اس کی حفاظت کی اہمیت کو وہ خوب سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قربانی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے بے نظیر نمونہ دکھایا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ سارا مال لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنا آدھا مال لے آئے۔ اسی طرح دوسرے صحابہؓ نے اپنے مالوں کو پیش کر دیا۔ جس کی وجہ سے صحابہؓ آندھی کی طرح اٹھے اور بگولے کی طرح چھا گئے۔ پس جب تک کوئی قوم اپنی قربانیوں کو اس مقام تک نہیں پہونچاتی۔ جو مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے اس وقت تک وہ مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ ہمارا مقصد بہت بڑا ہے اور اس کے مقابل پر ہماری قربانیاں بہت ہی کم ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی قربانی کے معیار کو بلند کریں۔ تاہم جلد سے جلد مقصد کو حاصل کر سکیں

ہم میں سے موصی صاحبان عموماً ایک روپیہ میں سے ۲/۱-۱ آنہ دے رہے ہیں۔ موجودہ مطالبہ کی صورت میں ۲/۱-۱ آنہ کی بجائے ۲/۱-۲ آنے دینے ہوں گے۔ اور یہ اس مقصد اور ذمہ داری کے پیش نظر جس کے اٹھانے کا اقرار ہم نے کیا ہے کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ جب بھی خلیفۂ وقت مزید قربانی کے لئے پکاریں۔ اس وقت ہم لبیک لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں اور اپنے مالوں کو اسلام کی عظمت اور شان ظاہر کرنے کے لئے نچھاور کر دیں۔ تا اسلام کا غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

نوٹ:- چندہ عام دینے والے احباب اپنا چندہ عام الگ دیں گے اور ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے تحریک خاص الگ۔ اسی طرح موصی احباب اپنا چندہ وصیت الگ ادا کریں گے اور دو پیسہ فی روپیہ کے حساب سے تحریک خاص الگ۔ مثلاً ایک شخص کی آمد ماہوار مبلغ ۵۰/-/- روپے ہے۔ تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی۔ چندہ عام ۲/۳/۱۲ تحریک خاص ۱۲/۳/- اور اگر موصی ہے تو اس کا حصہ وصیت بحساب ۱/۱۰ -/-/۵ روپے اور تحریک خاص ۱/۹/۱۰ ہوگا۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

درخواست دعا:-

اہلیہ ام ۱۲ جولائی سے لیڈی ایچی سن ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ علاج تسلی بخش صورت میں ہو رہا ہے۔ احباب دعائے خاص سے امداد فرمادیں۔

(قمر الدین مولوی فاضل ربوہ)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء

اشتراکی لٹریچر

معلوم ہوا ہے کہ حکومت۔ کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ نہ صرف روسی سفارت خانہ پر پابندیاں لگائی جائیں۔ بلکہ اشتراکی لٹریچر کی نشر و اشاعت کو بھی ممنوع قرار دیا جائے۔ اس اقدام کے لئے حکومت کے پاس یہ دلیل ہے۔ کہ چونکہ روس میں پاکستانی سفارت خانہ پر پابندیاں ہیں۔ اور وہاں اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت ممنوع ہے۔ اس لئے پاکستان میں بھی اس کے جواب میں ایسا کیا جانا چاہیئے۔ جس طرح روس ہمارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ ہمیں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے۔

جہاں تک لٹریچر کا تعلق ہے اس پر قدغن لگانے کی ایک نہایت معقول وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لٹریچر کسی علمی نقطۂ نظر سے شائع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ روسی شہنشاہیت کے پھیلاؤ کے لئے شائع کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد ملک پر عوام کو منظم کرکے روس کی مدد سے بالجبر اشتراکی حکومت قائم کرنا ہے۔

اس لحاظ سے کوئی حکومت اس کی اشاعت کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور تعجب ہے کہ حکومت نے اس کا پہلے کیوں نوٹس نہیں لیا۔ اور اس نے ملک میں اس کو پھیلنے کی اب تک کیوں اجازت دے رکھی ہے۔ اگر شروع ہی سے اس طرف توجہ دی جاتی۔ تو جو نقصان اس کی نشر و اشاعت سے ملک و قوم کو اس وقت تک پہنچا ہے وہ نہ پہنچتا۔ حالت یہ ہے کہ اب پاکستان کا کوئی ایسا گھر نہیں ہے۔ جہاں یہ لٹریچر کسی نہ کسی صورت میں موجود نہ ہو اور کوئی شہر نہیں ہے۔ جہاں اشتراکیت کے دلدادہ پائے نہ جاتے ہوں۔ اور عوام کو متاثر نہ کر رہے ہوں سکولوں اور کالجوں کے طلباء سے لے کر مزدوروں کی انجمنوں تک ان کا اثر پہنچ رہا ہے۔ اور ہر جگہ حکومت کے خلاف بددلی پھیلائی جا رہی ہے۔ خیر صبح کا بھولا اگر شام کو بھی گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے۔ اس کے متعلق ایک مقامی معاصر نے لکھا ہے۔

> سویٹ لٹریچر کی درآمد تقسیم اور فروخت پر پابندیاں لگانے کا جو تہیہ کیا جا رہا ہے وہ ایک اصولی اہمیت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ اس پر غور کسی اصول کی بنا پر کیا جا رہا ہو اور محض انتقامی اور جوابی کارروائی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اس بنیادی اصول پر کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اس کا دستور اسلامی تعلیمات پر بنایا جا رہا ہے۔ اور اس مملکت خداداد کے باشندوں کو کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کی ذمہ داری حکومت پاکستان پر ڈالی گئی ہے۔" (تسنیم ۱۵ جولائی)

ہمیں اس سے اتفاق ہے کہ پاکستان چونکہ ایک اسلامی حکومت ہے اس میں ایسے لٹریچر پر جو عوام کو فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہو ضرور پابندیاں ہونی چاہئیں۔ سینماؤں اور ایسے اخباروں اور رسالوں کو ملک میں پھیلنے نہیں دینا چاہیئے جن کا اثر خاص کر بچوں کی تربیت پر نہایت بُرا پڑ رہا ہے۔

جہاں تک اشتراکی لٹریچر کا تعلق ہے۔ نہ صرف روس چین اور بھارت سے ایسا لٹریچر درآمد کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہاں بھی کئی کئی قسم کے پردوں کی آڑ میں شائع ہو رہا ہے۔ نہ صرف ٹریکٹوں اور کتابوں کی صورت میں بلکہ اخبارات اور رسالوں کی صورت میں بھی۔ پھر یہاں بعض اشتراکی خیال کے لوگوں نے ایسی انجمنیں اور تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں۔ جو بظاہر تو اشتراکی نہیں معلوم ہوتیں۔ مگر درون پردہ وہی کام کر رہی ہیں جو اشتراکی پارٹی کرتی ہے۔ ایسی انجمنوں اور تنظیموں کے لٹریچر پر بھی کڑی نگرانی کی ضرورت ہے۔ اگر اشتراکی لٹریچر پر پابندی لگانی ہے تو ایسے چور دروازے بھی کھلے نہیں رہنے چاہئیں۔

اسی ضمن میں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ اشتراکی لٹریچر پر قدغن لگانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ روس کو ادلے کا بدلہ دیا جائے۔ اور جیسا کہ سلوک وہ ہم سے کرتا ہے ویسا ہی ہم اس سے کریں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ اشتراکیت ایک ایسی تحریک ہے جس کی غرض کسی ملک کے عوام کو منظم کرکے بالجبر حکومت کے اقتدار پر قبضہ کرنا ہے جو کسی بھی حکومت کے لئے خطرناک چیز ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہمیں اس اصول کے ماتحت لٹریچر کی اشاعت کو ملک میں پھیلنے سے روکنا چاہیئے جس کی غرض یہی ہے جو اشتراکی لٹریچر کی ہے۔ جس کو کوئی نام کی حکومت بھی برداشت نہیں کر سکتی ؛

ان الارض للہ

ایک معاصر جس کے متعلق عام خیال ہے۔ کہ وہ پاکستان میں اشتراکیت کا ترجمان ہے اپنی ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے۔

"معلوم ہوا ہے کہ ہمارے بڑے بڑے زمیندار ان دنوں دولتانہ وزارت کی زرعی اصلاحات کا "غیر اسلامی کردار" نمایاں کرتے پھرتے ہیں۔ ان بزرگوں سے کون کہے کہ خدارا اپنی زمینوں اور جاگیروں کے تحفظ کے لئے اسلام کو استعمال نہ کیجئے۔ کیونکہ الارض للہ کا تصور حیات اس استعمال کا کوئی جواز پیدا نہیں کرتا۔ یہ قطعی الگ بات ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے علماء نے زمینداری وغیرہ کے حق میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن کتاب پڑھنے سے پہلے اگر ان بزرگوں کی زمینیں دیکھ لی جائیں۔ تو مطالب و معانی سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔" (امروز ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء)

اگر واقعی درست ہے کہ معاصر اشتراکیت کا ترجمان ہے تو اس تحریر سے سمجھنا مشکل نہیں کہ معاصر قرآن کریم اور اسلام میں اشتراکیت کے جراثیم تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اور "ان الارض للہ" جو قرآن کریم کا فقرہ ہے اس کو یہ اشتراکی معنے پہنانا چاہتا ہے۔ کہ اسلام میں انفرادی ملکیت ناجائز ہے۔ اور تمام زمین پر حکومت کا یا دوسرے لفظوں میں تمام انسانوں کا مشترکہ قبضہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کی پیداوار ایک جگہ جمع کرکے سب انسانوں میں حصہ رسدی تقسیم ہونی چاہیئے۔

اگر معاصر کا یہی خیال ہے تو غلط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں پوری آیت تو یہ ہے کہ ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ کہ زمین تمام خدا کے لئے ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

للہ ما فی السموٰت و ما فی الارض
للہ المشرق و المغرب
للہ الآخرۃ و الاولیٰ
للہ الحمد رب السموٰت
للہ الاسماء الحسنیٰ
للہ المثل الاعلیٰ
للہ ملک السموٰت والارض
للہ میراث السموٰت والارض
للہ یسجد ما فی السموٰت والارض
للہ العزت جمیعاً
للہ جنود السموٰت والارض
للہ الحکم ـــ ان الحکم الا للہ

بعینہٖ اسی طرح ان الارض للہ بھی قرآن کریم میں آتا ہے۔ معاصر کو شائد یہ غلطی لگی ہے۔ کہ الارض کے معنے قابل کاشت اراضی ہے۔ حالانکہ الارض کے معنے ہر وہ چیز ہے جو زمین میں ہے۔ اس میں ہوا پانی آگ۔ چرند پرند چوپائے۔ سانپ بچھو۔ کیڑے مکوڑے۔ انسان وغیرہ اور آنکھیں۔ کان ناک وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ یہی تو ہمیں گمراہی نوعیت کی غلطی خوارج کو ان الحکم الا للہ کے متعلق لگی تھی۔ اور وہ بھی اشتراکیت کی طرح حکومت وقت یعنی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تختہ الٹ دینا چاہتے تھے۔ بے شک زمین اللہ تعالےٰ کی ہے۔ اور حکم بھی اللہ تعالےٰ کا ہے۔ لیکن کسی سیاسی پارٹی کو انہیں اپنی من گھڑت آئیڈیالوجی کی دلیل بنانا تعجب خیز ہے ؛

لائبریرین سرٹیفکیٹ کورس

درخواستیں ۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء تک بنام ڈاکٹر ایم عبداللہ ایم۔ اے ڈاکٹر آف لٹریچر آنریری لائبریرین یونیورسٹی لائبریری لاہور طلب کی گئی ہیں۔ ۲۵ طلباء لئے جائیں گے۔ کورس اکتوبر ۱۹۵۲ء تا مارچ ۱۹۵۵ء

شرائط۔ گریجوایٹ فیس مکمل کورس ۷۵ روپے۔ فیس داخلہ ۵ روپے، درخواست میں عمر جائے پیدائش و قومیت دیں نقول سرٹیفکیٹس یونیورسٹی ساتھ شامل ہوں۔

(سول لاہور ۱۲/۷/۵۲)
(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

سچی باتیں

— از مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی —

نہیں ردائے مبارک

ایک ممتاز صاحب علم کا مکتوب :-

" یہ گھڑی اور عبا کے متعلق تو کچھ لکھیئے۔ یہ نہ گھڑی ہے نہ عبائے اطہر بلکہ وہ چادر مبارک ہے۔ جس کو غالباً حضرت کعبؓ کے فرزندوں سے حضرت معاویہ نے خرید لیا تھا اور بعد کو یہ تبرک دوسرے تبرکات کے ساتھ جس میں موئے مبارک بھی ہے آل عثمان کے پاس بھی پہنچا۔ جو ایک مخصوص محل میں اس طرح محفوظ رہے۔ کہ صالحین وعلما کی ایک پاکیزہ جماعت باری باری اس حجرہ کی جس میں یہ تبرکات رکھے پاسبانی کرتی تھی۔ اور ایک دن کی پاسبانی خود خلیفہ سے متعلق ہوتی۔ اور اخباروں کو چھوڑیئے روزنامہ ...... میں دو سند یافتہ علما بھی کام کرتے ہیں۔ جو کلوک اور کلاک تو خیر اس کو بھی بھول گئے کہ جبۂ شریف حضور انورؐ کے تبرکات ہی میں نہیں ہے۔ آج کے ترک جو بے دین سمجھے جاتے ہیں۔ وہ تو اس کی زیارت کرانے کو مقدس ضیافت روحانی یقین کریں۔ اور ہمارے اخبارات کے مسلمان ارباب قلم اس سے بھی بے خبر ہوں کہ وہاں کون کون تبرکات سرمایہ سعادت ونور العبادت وبصیرت ہیں"۔

جی ہاں بے خبری بھی عجیب چیز ہے انگریزی تار کے لفظ (Cloak) کو پاکستان کے ایک صالح روزنامہ کے مترجم یا سب ایڈیٹر نے (Clock) پڑھا اور مضحکہ خیز ترجمہ بلا تامل "گھڑی" کر کے چھاپ دیا۔ دوسرے اخبارات کو تصحیح کی کیا پڑی تھی ہندوستان کے بھی ایک بہت مشہور روزنامہ نے خبر کو اسی عنوان کے ساتھ نمایاں کر کے شائع کیا! "غلطیہائے مضامین مت پوچھ" اسی موقعہ کے لئے ہے۔

حضرت کعب بن زہیرؓ جن کا ذکر مکتوب میں ہے۔ ان کے حالات میں صاحب اسد الغابہ ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) نے لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ان کو ایک چادر عنایت کی تھی جو اب تک شاہان اسلام کے پاس ہے۔ اور حافظ ابن حجر شافعیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کی الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں تصریح اس سے بھی کہیں زائد یہ ملتی ہے۔ کہ جب کعب اپنا چہرہ چھپائے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی سفارش کے ساتھ بیعت اسلام کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ تو آپ نے داخل بیعت کر لیا۔ اس پر کعب نے اپنا چہرہ کھول دیا۔ اور قصیدہ نعتیہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں فلاں فلاں شعر ہیں۔

فکساہ النبی صلعم بردۃ لہ فاشتراھا معاویۃ من ولدہ فھی التی یلبسھا الخلفاء فی الاعیاد

اس پر حضور نے ان کو ایک چادر اڑھادی جسے امیر معاویہ نے ان کے لڑکے سے خرید لیا اور یہ وہی چادر ہے۔ جسے خلفا عید کے دن زیب تن کرتے ہیں۔

بلا تبصرہ

جمعیۃ العلمائے ہند کے نقیب وترجمان الجمعیۃ ہفتہ وار کے ایک ایڈیٹوریل سے جنوبی ہند کے ایک مرحوم عالم دین کا ذکر کر کے جن کی نعش کو چھ دن تک مبتدعین نے دفن ہونے سے روکے رکھا۔ اور بالآخر پولیس نے دفعہ ۱۴۴ لگا کر نعش کو اپنی نگرانی میں دفن کرا دیا...... نتیجہ ہے کہ علما کی تکفیر بازی اور جماعت بندی کا دوسروں کو کافر قرار دیتے وقت ہر عالم اپنے آپ کو محفوظ سمجھ لیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ تکفیر کی تلوار اسے بھی دونیم کر سکتی ہے۔ اور وہ دوسروں کو کافر نہیں بناتا۔ بلکہ خود بھی اسی تلوار سے گھائل ہو کر کافر بنتا ہے۔ کیونکہ اسے بھی کافر بنانے والے اس کے چاروں طرف موجود ہیں۔

یسئلونك عن الانفال۔

یہ لوگ (اے رسول) آپ سے غنیمتوں کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ کہ یہ کس کی ملک ہیں؟ اور انہیں تقسیم کس طرح کیا جائے؟ سوال بالکل قدرتی تھا مسلمانوں کو اب مشرکوں کے مقابلہ میں فتح ہوئی۔ اور مال غنیمت پہلی بار ہاتھ آیا۔ تو اس سوال کا چھڑنا لازمی تھا کہ یہ سٹیٹ پراپرٹی (حکومت کی آمدنی) ملک کس کی ہے۔ اور اسے سرکاری خزانہ میں داخل کس نسبت اور ترتیب سے کیا جائے؟ مختلف قوموں نے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ اور اسلام سے قبل مصر ہند ایران یونان۔ روما کے سیاسی ومعاشی مفکرین نے غنائم جنگ سے متعلق۔ طرح طرح کے نظریئے قائم کر رکھے تھے۔ اسلام نے آ کے جب سب کو چیلنج دیا۔ اور سب سے الگ ہٹ کر یہ حقیقت بیان کی۔ کہ یہ حق نہ تو سپاہیوں کا ہے نہ افسروں کا۔

قل الانفال للہ والرسول۔ یہ تو اصلاً صرف اللہ کی ملک ہے۔ اور اس مال کا بھی مالک وہی ہے۔ جو جان کا مال کا ہر چیز کا مالک ہے۔ اور پھر نیابت رسول کی کہ انہیں کی معرفت اس حکم الٰہی کا اعلان وبیان ہوگا اور وہی اس دنیا میں اس مالک ومختار کی مرضی واقتدار کے نمائندہ ہیں۔

کیسا حق غازیوں کا اور کیسا حق مجاہدوں کا ان سے تو وعدہ صرف اجر آخرت کا ہے۔ ان کا صلہ موعود صرف جنت اور وہاں کی نعمتیں ہیں یہ اللہ کی راہ میں جانیں دینے اور گردنیں کٹانے ہرگز اس نیت سے نہ آئیں۔ کہ یہ مال غنیمت کے مالک ومتصرف ہوں گے۔ تم کو تو چاہیئے۔ اے لشکر اسلام کے سپاہیو کہ

فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم۔ بس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے آپس کی اصلاح کرو۔

اللہ کے سارے حقوق کی نگہداشت رکھو اور اپنے آپس کے ساتھ کو ایسا سنبھالو ایسا سنوارو کہ باہمی رشک ومسابقت کا نام ونشان بھی نہ رہے۔ اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کرو

واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین۔ تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ کہ یہ اطاعت ہی تو ایمان کا معیار ہے ایسے سرتاپا رنگ عبودیت میں ڈوبے ہوئے، صدق وخلوص سے بے غرض وبے نیاز واخلاص مجسم مجاہدوں سے کوئی بھی نسبت و مناسبت کسی "ماڈرن" جنگ کے ان سپاہیوں اور ان افسروں کو ہو سکتی ہے جو کہ منتہائے نظر تمام تر جاہ ومال اعزاز اور تنخواہ ہے یا اور آگے بڑھے۔ تو نسلی مند وعناد یا قومی تعصب ومنافرت؟

کوئی نسبت بھی ان آنکھوں سے پیمانہ کو؟

۱۳ ہزار ماؤں کی زبان

دہلی ۳۰ر جون۔ آج یہاں ۱۳ ہزار خاتونوں کے دستخط سے جو بچوں کی مائیں ہیں ایک عرضداشت وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ کہ ہم مائیں اپنے بچوں کا مشاہدہ بہت قریب سے کرتی رہتی ہیں۔ اور ہمارا معتبر مشاہدہ وتجربہ ہے۔ کہ جو بچے سینما جاتے ہیں ان کی اخلاقی صحت بالکل تباہ ہو جاتی ہے:

(۱) ان میں وقت سے پہلے ہی جنسی خواہشیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ انہیں جنسی عادتیں گھیر لیتی ہیں۔

(۲) جرائم کی کثرت اور سوسائٹی کے اندر جو بے چینی نظر آتی ہے۔ اس کا سبب بھی یہی سینما ہیں۔

(۳) بچے سینما کے شوق میں مطالعہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اسکول سے جی چرانے لگ جاتے ہیں:

(۴) عادت پڑ جانے کے بعد بچے سینما جانا کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ تو چوری کر کے اپنا یہ شوق پورا کرتے ہیں۔

آفرین ان ماؤں کی ہمت مردانہ پر! بالآخر یہ وہ کر گزریں۔ جو آج سے بہت پہلے ماؤں اور باپوں اور استادوں اور مربیوں سب کو کرنا چاہیئے تھا۔ سینما جیسی کہ وہ ہے۔ اس کے یہ نقصانات اتنے کھلے اور غیر اختلافی ہیں۔ کہ ان پر نظر سب کی پڑنا تھا۔ اور سالہا سال سے قبل پڑنا تھا۔ اب یہ جو اصلاحی کوشش شروع ہوئی ہے مخلصانہ ہو۔ اتنی دیر میں شروع ہوئی ہے۔ کہ جب فساد کی جڑیں خوب مضبوط ہو چکی ہیں۔ اور انہیں اکھیڑنے والے کو خود اپنے ہی لئے خطرہ ہے۔

یہ مائیں معلوم ہوتا ہے خود ہی آرٹ بیزار خشک مزاج دکنڈہ ناتراش ہیں۔ جب ہی تو اتنی سخت "رجعت پسندانہ" تحریک کی علمبردار بن گئی ہیں۔ اور انہیں اتنا بھی نہ خیال آیا۔ کہ اور تو اور خود اعیان حکومت جو "آرٹ نوازی" اور سینما دوستی میں ہرگز کسی سے کم نہیں۔ ان ماؤں کی عقل وفہم کے باب میں کیا رائے قائم کریں گے:

مسجد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

اندازہ خرچ تیرہ ہزار کے قریب جو بھی اللہ تعالیٰ کا گھر اخلاص محبت سے بنانا ہے۔ اس کے لئے بڑی بشارتیں ہیں اشد ضرورت ہے۔ احباب اور بہنیں توجہ فرمائیں۔

ناظر تعلیم وتربیت ربوہ

نئی دنیا کس طرح تعمیر کی جا سکتی ہے (۲)

گذشتہ سے پیوستہ

پس نئی دنیا کی بنیاد موجودہ سیاست پر نہیں اٹھ سکتی۔ بلکہ نئی دنیا کی بنیاد صرف اور صرف اخلاق فاضلہ پر ہوگی۔ اور اسی وقت یہ نئی دنیا قائم ہوگی۔ جب بنی نوع انسان یہ فیصلہ کر لیں گے۔ کہ حکومتیں بھی اخلاق کے تابع رہیں گی۔ اور مختلف ناموں اور بہانوں سے ضابطۂ اخلاق کو پامال کرنے کی کوشش نہیں کریں۔ جب تمام بنی نوع انسان اس مسلک کو اختیار کر لیں گے۔ اور جن سے اس بارہ میں کسی قسم کی غلطی ہوگی۔ وہ اپنی اصلاح کر لیں گے۔ تب یقیناً ایک ایسا نظام قائم ہوگا۔ جو پائیدار ہوگا۔ اور جس میں چھوٹے اور بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہوگا۔

پھر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ حرص اور لالچ جو اس وقت دنیا کو برباد کر رہے ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں۔ تاکہ ان تدابیر کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں وہ صفائی پیدا ہو۔ جس کا بنی نوع انسان کے قلوب میں پیدا ہونا ضروری ہے۔

میرے نزدیک اس غرض کے لئے جن تدابیر کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں:-

اول یہ کہ سود کو دنیا سے بالکل مٹا دیا جائے۔ سود کے کاروبار نے مال جمع کرنے کی حرص کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب حرص بڑھ جائے تو وہ کئی قسم کی خرابیاں پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ اس وقت قوموں اور حکومتوں میں جو لڑائی جاری ہے۔ اس کی بڑی وجہ بھی سود ہی ہے۔ پھر سود کے ذریعہ دنیا کی دولت چند ہوشیار آدمیوں کے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔ اور جب وہ اپنے ملک میں ترقی کے ذرائع کو محدود دیکھتے ہیں۔ تو غیر ملکوں کو لوٹنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح سود کئی قسم کے فسادات کا موجب بن جاتا ہے۔ میرے نزدیک دنیا کے تاریک ترین دنوں میں سے ایک وہ دن بھی تھا۔ جب دنیا نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایک سود وہ بھی ہے۔ جو غریبوں سے لیا جاتا ہے۔ اور ایک سود وہ بھی ہے۔ جو تجارت پر لیا جاتا ہے۔ حالانکہ حق یہ ہے۔ کہ یہ دونوں ناجائز اور دونوں ہی لعنت کا موجب ہیں۔ وہ سود جو غریبوں سے لیا جاتا ہے۔ وہ افراد کے لئے لعنت ہے۔ اور وہ سود جو تجارت پر لیا جاتا ہے۔ وہ قوموں اور حکومتوں کے لئے لعنت ہے۔ اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے بتا دیا تھا۔ کہ وہ سود بھی حرام ہے۔ جو غریبوں سے لیا جاتا ہے۔ اور وہ سود بھی حرام ہے۔ جو تاجروں سے لیا جاتا ہے۔ اور قرآن نے صاف طور پر فرما دیا تھا۔ کہ اگر دنیا سود سے باز نہ آئی۔ تو اس کا نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور اس زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں۔ کہ قرآن نے جو کچھ کہا۔ وہ سچ کہا۔ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام تجارتی کاروبار سے نہیں روکتا۔ مگر اسلام نے ایسے قانون بنا دیئے ہیں۔ کہ جن سے سود کی مضرات سے انسان بچ سکتا۔ اور زیادہ سے زیادہ قومی اور انفرادی فوائد حاصل کر سکتا ہے۔

دوسرے چاہیئے کہ روپیہ جمع کرنے کے امکانات کو محدود کر دیا جائے۔ کیونکہ اس سے حرص بڑھ جاتی ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ جس کے پاس روپیہ جمع ہو۔ اس کے راس المال پر حکومت ٹیکس لگا دے۔ اس طرح ایک طرف تو روپیہ جمع نہیں رہے گا۔ اور دوسری طرف جمع شدہ روپیہ کے ٹیکس کی آمد سے قوم کے کمزور افراد کی ترقی کے لئے سامان مہیا ہوتے رہیں گے۔

تیسرے یہ کہ قانون جو بعض ممالک میں رائج ہے۔ کہ ورثہ صرف بڑے بیٹے کو دے دیا جاتا ہے۔ اس کو منسوخ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ قانون دوسرے کے تفوق کا خیال دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور دوسری طرف چند افراد کو ایسی قوت دے دیتا ہے۔ جو دوسرے افراد کو حاصل نہیں ہوتی۔ یہ اور اسی قسم کے اور قانون جو وراثت کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ تاکہ اگر کسی وقت دنیا مال و دولت میں ترقی کرے۔ تو وہ مال و دولت لازماً کچھ عرصہ کے بعد تمام افراد میں تقسیم ہو جایا کرے۔ اور دوبارہ بڑے خاندان چھوٹے خاندانوں کی صف میں آ جایا کریں۔ تاکہ ایک دو نسلوں کے بعد وہی لوگ ترقی کر سکیں۔ جن کے اندر ذاتی قابلیت پائی جاتی ہو۔

چوتھے یہ ضروری ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان کو برابر قرار دیا جائے اور کسی کو برتر نہ سمجھا جائے۔ اس کے نتیجہ میں ایک قوم کے دل میں دوسری قوم پر اور ایک نسل کے دل میں دوسری نسل پر حکومت کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوگا۔

پانچویں یہ ضروری ہے۔ کہ حکومت سب افراد کے کھانے پینے۔ پہننے۔ رہائش۔ تعلیم اور علاج کا انتظام کرے۔ اس وقت ہزاروں لوگ دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن کے اندر قابلیت کے جوہر پائے جاتے ہیں۔ مگر مناسب سامان میسر نہ آنے کی وجہ سے ان کے جوہر ظاہر نہیں ہوتے۔ اگر حکومت اپنی طاقت اور اختیارات سے تمام لوگوں کی ان ضروریات کو خود پورا کرے۔ تو ہزاروں لاکھوں لوگ ایسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن کے اندر ترقی کی قابلیت تو ہوتی ہے۔ مگر مناسب سامان کے نہ ملنے کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتی۔

چھٹے یہ ضروری ہے۔ کہ نقد روپیہ کی بجائے تبادلۂ اشیاء کے طریق کو زیادہ رائج کیا جائے۔ تاکہ مالدار لوگ غریب ممالک کو لوٹ نہ سکیں۔

اگر ان اصولوں کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ تو انسانی قلوب کو لالچ سے آزاد کر دیا جائے۔ اور تمام اقوام آپس میں پیار اور محبت سے رہنے لگ جائیں۔ تو یقیناً نئی دنیا بن سکتی ہے۔ اسی طرح نئی دنیا کے قیام کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ آئندہ سب حکومتیں نفسی نفسی کی پالیسی کو جو اب ان میں رائج ہے۔ ترک کر دیں۔ اور سب مل کر عہد کریں۔ کہ اگر کوئی طاقت ور حکومت کسی کمزور ملک پر حملہ آور ہوگی۔ تو وہ اول تو صلح کرانے کی کوشش کریں گی۔ ورنہ ساری فوجی طاقت ظالم کو ظلم سے روکنے میں صرف کریں گی۔ اور جب تک اسے روک نہیں لیں گی۔ اس وقت تک چین نہیں لیں گی۔ اگر آج سے چند سال پہلے جب اٹلی نے حبشہ پر حملہ کیا تھا۔ اس اصل کو اختیار کیا جاتا۔ تو یقیناً آج کی جنگ نہ ہوتی۔ اور جو آج جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے۔ اس سے ہزاروں حصہ کم نقصان اٹھا کر امن ایک لمبے عرصے کے لئے قائم ہو جاتا۔

یہ وہ تدابیر ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور بغیر ان تدابیر کے ایک نئی دنیا کے قیام کی خواہش . . . . محض ایک وہم ہے۔ جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ مگر ان ظاہری تدابیر کے ساتھ ایک اور اصل اور یقینی ذریعہ جس سے نئی دنیا پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان اس خدائے قدیر و حکیم کی طرف جھکیں۔ جو تمام دنیا کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس سے عرض کریں۔ کہ اے رحمتوں اور فضلوں والے خدا تو نے ہم کو ہر قسم کے سامان بخشے۔ مگر ہم نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور انہی سامانوں کو اپنے لئے زحمت اور عذاب کا موجب بنا لیا۔ اب ہم تیرے رحم کے طلبگار ہیں۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ تیری طرف اپنی نظر رکھیں گے اور تیری خالص توحید کا اقرار کریں گے۔ تو ہم پر رحم فرما۔ اور اس دنیا

"امتحان میٹرک میں نمایاں کامیابی"

عزیزم عبد المجید ولد مولوی نور محمد اور سیر پنشنر سکنہ دار الرحمت قادیان حال وارد علی پور (گھگلوان) ضلع مظفر گڑھ نے امسال گورنمنٹ ہائی سکول علی پور سے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ وہ سکول مذکور میں فرسٹ آیا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ التماس ہے۔ کہ وہ عزیز موصوف کی آئندہ نمایاں کامیابی اور ترقی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ خاکسار نور محمد اور سیر پنشنر علی پور (گھگلوان) ضلع مظفر گڑھ۔

پتے مطلوب ہیں

(۱) ۱۹۴۷ء میں قادیان میں دینیات کلاس میں جمعدار ملک خادم حسین صاحب شریک ہوئے تھے۔ ربوہ میں پہلے جلسہ سالانہ میں بھی آپ شریک ہوئے تھے۔ آج کل شاید فوج میں کیپٹن ہیں۔ ان کا پتہ درکار ہے۔ اگر کسی صاحب کو علم ہو۔ یا وہ خود پڑھیں۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔ حفیظ احمد خان معرفت ڈاکٹر ملک صدیق احمد صاحب دیپالپور ضلع منٹگمری۔

(۲) میرا لڑکا عزیز خالد احمد تقریباً ایک ہفتہ سے عدم پتہ ہے۔ اگر کسی دوست کو ملا ہو۔ یا اس کے متعلق کوئی علم ہو۔ تو وہ خاکسار کو اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اگر خالد احمد کی نظر سے یہ اعلان گذرے۔ تو وہ اپنے متعلق اطلاع دے۔ خاکسار جلال الدین سیلونی ٹی سٹال۔ ربوہ ضلع جھنگ۔

(۳) مندرجہ ذیل احباب براہِ مہربانی فوری طور پر دفتر ہذا کو اپنے پتہ سے مطلع کریں۔ اگر کسی اور صاحب کو ان کے پتہ کا علم ہو۔ تو وہ بھی دفتر ہذا کو اطلاع دیدیں:

(۱) محمد راجہ صاحب ولد بشیر احمد صاحب ڈار (۲) ناصر احمد صاحب برادر نسبتی مبشر احمد صاحب سندھ۔ (۳) مرزا منور بیگ صاحب ولد مرزا اعظم بیگ صاحب مکان نمبر ۱۲ - ۳/۲۰ Yateem Gali Quetta۔ (دکیل الدیوان تحریک جدید)

(۴) شیخ قیصر علی صاحب ابن قاضی اصغر علی صاحب سکنہ میرٹھ شہر بھارت سے پاکستان تشریف لے آئے ہیں۔ ان کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ جو دوست ان کے ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرماویں یا اگر خود وہ یہ اعلان پڑھیں تو اپنے

نیم دلانہ اقدامات اور نااہل قیادت کی بدولت صورت حال بدامنی پر منتج ہوئی (جنرل اعظم)

فوج یقیناً زیادہ موثر کارروائی کر سکتی تھی بشرطیکہ اُسے کوئی پابندی عائد کئے بغیر استعمال کیا جاتا

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہم مسٹر چندریگر سے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ افسروں کے درمیان اچھی طرح نباہ نہ ہوتا۔ تو گورنر سے ضرور شکایت کی جاتی۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہر مارچ کو جنرل اعظم کا خیال تھا۔ کہ صورت حال فوج کے سپرد کر دی جائے۔ جس میں یہ شکایت مضمر تھی۔ کہ پولیس صورت حال سے سختی کے ساتھ نہیں نپٹ رہی ہے۔ پولیس نے بھی شکایت کی تھی۔ کہ اس نے جس تعداد میں فوجی مانگے تھے۔ وہ اُس کے حوالے نہیں کئے گئے تھے۔ جنرل اعظم نے اس کا جواب دیا۔ کہ ان سے جب بھی درخواست کی گئی۔ انہوں نے وہ ساری فوج اُن کے حوالے کر دی۔ جو اُن کے پاس تھی۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ شکایت کے اس حصے کا تعلق امداد کی نوعیت سے نہیں ہے۔

مسٹر چندریگر نے مزید کہا۔ کہ انسپکٹر جنرل نے اُن سے ذکر کیا تھا۔ کہ فوج کے بعض افسروں کو عوام نے ہار پہنائے تھے۔ اور جنرل اعظم نے تسلیم کیا تھا کہ کم از کم ایک بار ایسا واقعہ ضرور پیش آیا تھا جس کے بعد اُنہوں نے اپنے افسروں کو متنبہ کر دیا تھا۔ کہ وہ ہار قبول نہ کریں۔ مسٹر چندریگر کا بیان ہے۔ کہ جنرل اعظم کا خیال تھا۔ کہ تحریک کے بعض رہنما اس بات کی عمداً کوشش کر رہے تھے۔ کہ پولیس اور فوج کے درمیان بُعد پیدا کیا جائے۔ انسپکٹر جنرل نے مسٹر چندریگر سے کہا تھا۔ کہ انہوں نے جنرل اعظم سے جب بھی استمداد کی تھی۔ انہیں پوری پوری مدد ملی تھی۔ لیکن فوج کے بعض افسروں نے مجمع پر اُس وقت گولی نہیں چلائی۔ جب انسپکٹر جنرل کی رائے میں انہیں گولی چلا دینی چاہیئے تھی۔ جنرل اعظم نے اس معاملے کی چھان بین کی۔ اور مسٹر چندریگر ان کے اس بیان کے بعد مطمئن ہو گئے تھے۔ کہ جن مواقع پر اس فروگذاشت کی شکایت کی گئی ہے۔ ان میں گولی چلانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

مسٹر چندریگر کو اس لئے اندیشے ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ ہار پہنانے کا صرف ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ اور جنرل اعظم نے تنبیہہ کر دی تھی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مجھ (مسٹر انور علی) سے کہا تھا۔ کہ مجسٹریٹوں نے فوج کو جو قطعی احکام دیئے تھے۔ ان کی اس نے تعمیل نہیں کی تھی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ وہ تحریری رپورٹ تیار کریں۔ لیکن انہوں نے کوئی رپورٹ تیار نہیں کی۔ نہ انہوں نے کوئی مثال دی۔ میرا تاثر یہ تھا۔ کہ فیصلہ نمبر ۲ کا مطلب یہ تھا۔ کہ فوج جب کبھی یہ محسوس کرے۔ کہ صورت حال اس کی مداخلت کی متقاضی ہے۔ تو اسے خود اپنی پہل پر اپنے کمانڈروں کے ماتحت کارروائی کرنی چاہیئے۔ مقصود یہ نہیں تھا۔ کہ مجسٹریٹ یا پولیس کی معیت میں فوج آزادانہ کارروائی کرے گی۔ ۵ مارچ کے فیصلوں سے پہلے فوج کے گشتی دستے پولیس کی معیت کے بغیر گشت پر جاتے تھے۔

قدرتی طور پر مسٹر یعقوب علی خان نے اس کے بعد ذیل کا سوال کیا:۔

س:۔ پھر فوج کے خلاف آپ کی وہ شکایت کہاں باقی رہتی ہے۔ جس پر آپ نے اپنے تحریری بیان میں بہاوٴ میں زور دیا ہے۔

ج:۔ اس نے یہ تاثر پیدا کیا تھا۔ کہ وہ کہیں گولی نہیں چلائے گی۔ کیونکہ بعض مواقع پر جب پولیس کو گالی دی گئی۔ اور اعضائے مخصوص دکھا کر اُن کی توہین کی گئی۔ تو فوجی افسروں نے اپنے گلوں میں ہار ڈالنے کی اجازت دی تھی۔

ہار پہنانے کے واقعہ پر پہلے ہی بحث کی جا چکی ہے۔ یہ واقعہ اس کی کارروائیوں کے کافی شروع میں پیش آیا تھا۔ اور جنرل آفیسر کمانڈنگ نے تنبیہہ کر دی تھی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ یہ ایک پست صورت حال تھی۔ اور ایسی صورت حال جس میں "گالی گلوچ" دی جائے۔ لازمی طور پر نازک صورت حال نہیں ہوتی۔ لیکن یہ تاثر پیدا ہونے کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے تھا۔ سوقار کے فقدان کا یہ اکیلا واقعہ بھی انسپکٹر جنرل اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اس شکایت پر صحت یا عدم صحت پر کوئی روشنی نہیں ڈالتا۔ کہ مجسٹریٹوں نے فوج کو جو قطعی احکام دیئے تھے۔ ان کی اس نے تعمیل نہیں کی۔ انسپکٹر جنرل کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے جو کچھ معلوم ہوا تھا غالباً اسی کی بنیاد پر انہوں نے گورنر سے شکایت کی تھی۔ کہ بعض مواقع پر فوج کو کارروائی کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن اس نے کارروائی نہیں کی۔ مسٹر انور علی نے کہا۔ کہ ان معاملات کی تفصیل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی ہی بتلا سکتے تھے۔

ہوم سیکرٹری کی تشریح

اس لئے اب ہم ان دونوں افسروں کے بیانات کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ اس معاملے میں ہوم سیکرٹری نے ہم سے کچھ زیادہ نہیں کہا۔ ان کا بیان ہے کہ جنرل آفیسر کمانڈنگ نے سول ذمہ داروں کو ہمیشہ یقین دلایا تھا۔ کہ ان سے پورا پورا تعاون کیا جائے گا۔ اور یہ کہنا درست نہیں ہے۔ کہ سول ذمہ داروں نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اصل صورت حال کیا تھی۔ لیکن اس بات کی شکایتیں کی گئی تھیں۔ کہ فوج موثر کارروائی نہیں کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ انسپکٹر جنرل نے مجھ سے شکایت کی۔ اور ایک واقعہ کا ذکر کیا جس میں فوج کے چند افسروں کو ہار پہنائے گئے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے فوج کی موجودگی کو موثر طور پر محسوس نہیں کیا گیا۔ وہ تحریک کی سرکوبی کر سکتی۔ اور اسے بے کار کر سکتی تھی۔ جنرل اعظم کا بھی یہی کہنا ہے۔ کہ انہیں موقع ملتا تو وہ تحریک کو کچل سکتے تھے۔ لیکن جہاں تک فیصلہ نمبر ۲ کا تعلق ہے۔ ہوم سیکرٹری کا بھی یہی تاثر ہے۔ کہ فوج کو پولیس کے ساتھ رہنا چاہیئے۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تاثر یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۲ کی صبح کو میں نے ایک فوجی افسر کو وہ راستے بتلائے جن پر میں چاہتا تھا کہ گشت کی جائے۔ میں نے اپنے افسروں کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ فوج جب بھی اعانت کے لئے کہے۔ تو اس کی اعانت کی جائے۔ اور بعض مواقع پر پولیس افسر فوج کے ساتھ جاتے رہے تھے۔ پہلے تو فوج کو صرف طاقت کے مظاہرے کے لئے گشت کرنی تھی۔ انسپکٹر جنرل، جنرل آفیسر کمانڈنگ اور دوسرے فوجی افسروں پر زور دے رہے تھے۔ کہ فوجیوں کو کوئی سخت کارروائی کرنی چاہیئے۔ گشتی فوج اگر مجسٹریٹ کے ساتھ ہوتی۔ تو وہ مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر طاقت استعمال نہیں کر سکتی تھی۔ یہ ہدایت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دی تھی۔ کہ فوج کے ساتھ مجسٹریٹ بھی جائیں۔

اس وقت یہ تاثر پیدا ہوا تھا۔ کہ فوج کوئی آزادانہ کارروائی نہیں کر رہی تھی۔ لیکن میں کوئی ٹھوس مثال نہیں دے سکتا۔ یہ تاثر بعض پولیس افسروں نے پیدا کیا تھا۔ جن کا کہنا تھا۔ کہ پولیس نے گولی نہیں چلائی۔ اور نہ مجمعوں کو منتشر کیا۔ انہوں نے کوئی قطعی مثال نہیں دی۔ جنرل اعظم اگر کہتے ہیں۔ تو ممکن ہے۔ ایسا ہی ہو۔ کہ فوج کے گشتی دستوں کو جب کبھی فساد کرنے والے ملے۔ تو فساد کرنے والے منتشر ہو گئے۔ میرا تاثر یہ ہے۔ کہ ساتھ فوج نے ایسا تعاون نہیں کیا۔ جیسا کہ ۱۸۵۷ء کے فسادات کے زمانے میں کیا تھا۔ جب اس نے کسی شخص سے پوچھے بغیر گرفتاریاں کر لی تھیں۔ لیکن دوسری طرف حکومت فوج کو بہت زیادہ اختیارات دینے کے بھی خلاف تھی۔ تاکہ وہ کشت و خون نہ کرے۔ ایس۔ ایس۔ پی یہ چاہتے تھے۔ کہ وہ اس سے زیادہ کارروائی کرے۔ جو انسپکٹر جنرل نے اس کے سپرد کی تھی۔ جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے۔ ہم اسے بہتر سمجھتے۔ کہ وہ اس طرح کارروائی کرے۔ جیسا کہ چیف سیکرٹری نے مشورہ دیا تھا۔ لیکن حکومت کو اس سے تشویش لاحق ہو جاتی۔ ہر شخص کو خوش کرنا ناممکن ہے۔

مرزا نعیم الدین آگے چل کر کہتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ بعض مجسٹریٹوں نے فوج کے رویہ پر اظہار ناپسندیدگی کیا تھا۔ مارشل لاء کے دنوں میں ایک کانفرنس کے دوران میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کہا تھا۔ کہ یہ شکایتیں ان سے بعض مجسٹریٹوں نے کی تھیں۔

لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ فوج اور پولیس کے واسطے سے مکمل طور پر مطمئن تھے۔ ان کے بیان کے مختلف حصوں کے اقتباس یکجا کرنے سے پوزیشن واضح ہو جاتی ہے۔ اور ان کا نقطۂ نظر واضح ہو جائے گا۔

۲ کی صبح کو ہم سول لائنز کے تھانے میں فوج کے سینئر افسروں سے ملے۔ اور اُن کو وہ اہم علاقے بتلائے۔ جن میں گشت کی ضرورت تھی۔ گشتی دستوں کے ساتھ لازمی طور پر مجسٹریٹ اور پولیس کو بھی ہونا تھا۔ کوئی غیر قانونی مجمع دیکھنے پر اس مجسٹریٹ کو فیصلہ کرنا تھا

جو اس موقع پر موجود ہوتا مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر فوج گولی چلائے۔ میں کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ فوج اکیلی گئی ہو اور اسے کوئی مجمع ملا ہو اور اس نے وہ کارروائی نہ کی ہو جو اسے کرنی چاہیئے تھی۔ مجھے دو مواقع کا علم ہے جب صورت حال فوج کے سپرد کر دینی پڑی تھی۔ پہلا واقعہ بیرون موری دروازہ میں پیش آیا تھا۔ جب تھانے پر حملہ کا خطرہ تھا اور اس پر خشت باری کی گئی تھی۔ دوسرا واقعہ ۴ مارچ کو ٹولنٹن مارکیٹ میں پیش آیا۔ فوج نے گولی چلائی اور صورت حال سے مناسب طور پر نپٹ لیا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے ایس۔ ایس پی سے کہا تھا کہ مجسٹریٹوں نے مجھ سے تعاون کی کمی کی شکایت کی تھی۔ یہ مکمل طور پر غلط تھا کہ فوج نے اپنے آپ کو مکمل طور پر سول ذمہ داریوں سے الگ کر دیا تھا...... فیصلہ نمبر ۲ کا مطلب یہ تھا کہ فوج اور پولیس ساتھ جائیں گے۔

ملک حبیب اللہ کا بیان

ملک حبیب اللہ کا بیان ہے "مجھے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ میں فوج کی جانب سے تعاون کی کمی کی شکایت کرتا۔ اس کے برعکس صرف ایک بار جب مسٹر عالم نے میری موجودگی میں گشت کے لئے طلب کی۔ تو فوج فوراً ان کے سپرد کر دی گئی لیکن اس کے کچھ دیر بعد ایک دوسرے موقع پر ہم نے دیکھا۔ کہ گشتی فوج گشت کے لئے لوہاری کے تھانے گئی تھی۔ اور اقدام کے لئے تیار تھی۔ لیکن عوام ان پر اور ان کی موٹروں پر پھول اندھا دھند پھینک رہے تھے۔ فوج ایک ایسے موقع پر تھانے گئی تھی۔ جب مجمع تھانے پر واقعی خشت باری کر رہا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ پورے انارکلی چوک اور پوری سڑک پر اینٹیں ہی اینٹیں تھیں۔ لیکن گشتی دستے نے گولی نہیں چلائی"

اس سے یہ بیان کچھ پیچیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہم سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ فوج نے دو گولی چلائی تھی۔ اور مؤثر طور پر چلائی تھی۔ اگرچہ پھول صرف دو پھینکے تھے۔ جس کی ہلاکت ... ہم تک یہ پہنچا ہے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ایسی فوج کا کوئی تصور نہیں ہے کہ وہ گولی چلانے جائے۔ اور عوام اس پر پھول برساتا

جائیں۔ کوئی شخص کسی ایسے شخص پر گولی نہیں چلا سکتا جو اس پر پھول برسا رہا ہو۔

آخر میں ہم جنرل اعظم کی گواہی پر بحث کریں گے ان کے بیان سے فوج کے خلاف کسی قابل اعتراض بات کا انکشاف نہیں ہوتا۔ لیکن اس صورت حال کے متعلق ان کا بیان بھی قلم بند کرنا مناسب ہے۔

انہوں نے فیصلہ نمبر ۲ کا مطلب یہ نہیں سمجھا کہ پولیس کو فوج کے ساتھ جانا ہے۔ اور نہ پولیس نے ہم سے کہا کہ ہم اسکے ساتھ جائیں۔ لیکن فوج بہت زیادہ دور نہیں تھی۔ "خود اپنے کمانڈروں کے ماتحت" کے معنی یہ نہیں تھے کہ وہ پولیس سے بے نیاز ہو کر کارروائی کرے۔ اس کے اپنے کمانڈر اس سے پیچھے رہ چکے تھے۔ صورت حال کے متعلق مسٹر چندریگر کا یہ انداز کہ فوجی دستوں کو طاقت استعمال کرنی تھی۔ لیکن اسے خود اپنے کمانڈروں کے ماتحت ہونا تھا۔ جو جنرل آفیسر کمانڈنگ کی عام ہدایات کے مطابق اپنا اختیار تمیزی استعمال کریں گے اس لحاظ سے صحیح ہے کہ پولیس اگر ہماری مدد مانگتی تو وہ اسے فوراً مل سکتی تھی۔ ...... ان کا بیان کہ میں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ کم از کم ایک بار فوجیوں کو ہار پہنایا گیا تھا اس اعتبار سے صحیح ہے کہ ایسی کوشش صرف ایک بار کی گئی۔ اور کوشش یہ کی جاتی تھی کہ پھول دور سے دکھائے جائیں۔ اس کا مقصد غالباً فوج اور پولیس میں بعد پیدا کرنا تھا۔ مسٹر چندریگر کا یہ بیان کہ میں نے اس معاملے کی تحقیقات کی اور یہ کہ مجھے اطمینان ہو گیا تھا کہ شکایت جس موقع کے متعلق کی گئی تھی۔ اس پر فائرنگ کی ضرورت نہیں تھی۔ اس حد تک درست ہے کہ میں نے بریگیڈ کمانڈر سے تحقیقات کی تھی۔ جو اس موقع پر موجود تھا۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہار پہنانے کے صرف ایک واقعہ نے فوج کے خلاف تعصب پیدا کر دیا یہ بات ایک شخص سے دوسرے شخص تک اور ایک حلقہ سے دوسرے حلقہ میں پہنچی۔ اور ہر کہیں یہی کہا جانے لگا کہ فوج نے یہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے۔ لیکن ایسا کوئی ثبوت نہ دیا گیا اور نہ ہی کسی شخص کو ایسی کسی مثال کا معمولی سا بھی علم تھا۔ جب فوج نے اپنا فرض ادا نہ کیا ہو یا اس کے طرز عمل پر وہ رائے قائم کی جا سکتی ہو۔ اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ معقول بات یہ کہی گئی ہے کہ فوج کچھ زیادہ کارروائی بھی کر سکتی تھی۔ ہماری رائے بھی یہی ہے کہ فوج یقیناً زیادہ مؤثر کارروائی کر سکتی تھی۔ ......

اسے کوئی پابندی عائد کئے بغیر استعمال لایا جاتا۔ یہ پابندی اس خدشہ کا نتیجہ تھی۔ کہ فوج خون بہائے گی۔ فوج کے خلاف تعصب کا کوئی جواز موجود نہیں یہ محض من گھڑت تھا۔

کیا مارشل لاء ناگزیر تھا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مارشل لا کے نفاذ کے بغیر بھی صورت حال پر قابو پایا جا سکتا تھا؟ جنرل اعظم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر بروقت اقدام کیا جاتا تو فوج بھی غیر ضروری تھی۔ جنرل اعظم نے کہا ہے کہ "ڈھیلے ڈھالے اقدامات اور نااہل قیادت بدامنی پر منتج ہوئی پولیس اعلیٰ درجہ کی تھی اور اگر اس نے ایک خاص مرحلہ پر مضبوط پالیسی اختیار کی ہوتی تو وہ فوج کی امداد کے بغیر بھی صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتی تھی۔ ضرورت جرأت اور معینہ مقصد کے ساتھ اقدام کی تھی کیونکہ یہ ایک امن و قانون کا مسئلہ ہے اور اسے ہر قیمت پر حل کرنا ہوگا۔"

ممکن ہے یہ رائے درست ہو اور فوج کے بغیر بھی حالات پر قابو پایا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ نظم و قانون کے سوا دوسری مصلحتیں بھی سول حکام کے اقدام پر اثر انداز ہوئیں۔ حکومت خونریزی کے خدشہ کی بنا پر فوج کے لامحدود استعمال پر متامل تھی۔ میاں انور علی نے کہا ہے کہ وزراء مقتدر شہریوں کے اس پیہم احتجاج سے مضطرب تھے کہ پولیس متشدد ہجوم پر بھی فائرنگ کر دیتی ہے۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ متشدد ہجوم نے زیادہ سے زیادہ تھانہ پر خشت باری کر دی کہیں کہیں ایک بس جلا دی کسی چنگی گاہ یا پوسٹ آفس کو نذر آتش کر دیا۔ سٹیشن سے روانہ ہونے کی کوشش کرنے پر مسافروں سے بھری ہوئی ریلوے ٹرین پر پتھراؤ شروع کر دیا یا اپنا کاروبار کرنے والے تانگہ ڈرائیوروں اور دوکانداروں کے منہ کالے کر دیئے گئے۔ ان واقعات کے مقابل میں رائے کی بڑی ہمدردی سے خواجہ ناظم الدین کا بت بنانے یا قصور میں گدھے پر کسی شخص کو ظفراللہ خاں کا نام دے کر سوار کرنے کے واقعات زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ان واقعات کا نتیجہ یہ نکلا کہ فائرنگ میں نرمی اور کمی کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔ پولیس پر اس حکم کا ناموافق اثر پڑا۔ ۴ مارچ کو سید فردوس شاہ کا قتل ہوا اس واقعہ سے پہلے بھی سب جانتے تھے کہ مسجد وزیر خاں بدامنی کا مرکز ہے۔ جہاں مولانا عبدالستار

خان نیازی سربراہ آمرانہ اقتدار ہو کر حکومت کے خلاف نفرت کی مہم چلا رہے ہیں اور ان پر وارنٹ گرفتاری کی بھی تعمیل نہیں ہو سکی۔ اگر پولیس صورت حال پر کنٹرول کر سکتی تھی تو مسجد کی طرف توجہ نہ دی جا سکی۔ اور اگر اس پر قابو پانا ممکن نہیں تھا۔ تو اسے فوج کے حوالہ کیوں نہ کیا گیا؟ ہمیں کچھ یقین ہے کہ اگر صرف یہ صورت حال ہی فوج کی تحویل میں دے دی جاتی۔ تو فسادات کا سارا رخ بدل جاتا۔

ہم اس سے ایک قدم اور آگے جائیں گے اگر کراچی کو تحریک کا مرکز بنانے کے متعلق مجلس عمل اور حکومت پنجاب کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہیں ہو چکا تھا۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ ۲۸ فروری کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم جاری کرنا بڑی دوراندیشی کا مظاہرہ ہوتا۔ آخر ایسا حکم ۲۷ اور ۲۸ جولائی ۱۹۵۲ء کو بھی تو جاری کیا گیا تھا۔ جب لیگ کے دفتر کے سامنے تشدد کا محدود سا خطرہ پایا جاتا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کسی سے پوچھے بغیر اس حکم کی منظوری دی تھی۔ یقیناً یہ امر تناسب احساس کے فقدان کا مظہر ہے کہ ۲۷ اور ۲۸ جولائی کے موقعہ کو ۲۸ فروری کے مقابلہ میں زیادہ پر خطر قرار دیا گیا۔ حالانکہ ۲۸ کو درست اقدام کا آغاز ہوتا تھا۔ اور مرکزی حکومت نے مقتدر لیڈروں کو گرفتار کر کے یہ چیلنج قبول کر لیا تھا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان مقتدر لیڈروں کو لاشئے خیال کرتے ہیں۔ (باقی)

تعلیم الاسلام کالج لاہور کے انٹرمیڈیٹ اور بی۔اے کے تفصیلی نتائج

لاہور ۱۳ رجولائی:۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور کے ایف۔ایس۔سی (میڈیکل)، ایف۔ایس۔سی (نان میڈیکل)، ایف۔اے (آرٹس)، بی۔ایس۔سی اور بی۔اے (آرٹس)، کے تفصیلی نتائج درج ذیل ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کے جملہ امتحانات میں فرسٹ ڈویژن ۳۹۰ نمبروں سے اور سیکنڈ ڈویژن ۳۲۵ نمبروں سے شروع ہوتا ہے۔ بی۔اے کے جملہ امتحانات میں فرسٹ ڈویژن ۳۰۰ نمبروں سے اور سیکنڈ ڈویژن ۲۲۵ نمبروں سے شروع ہوتا ہے۔

ایف۔ایس سی میڈیکل

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۲۰۰۳	عبدالغفور زاہد	۴۲۷	فسٹ
۲۰۰۹	امتیاز احمد	۳۷۱	سیکنڈ
۲۰۱۰	سیف الحق سرہالوی	۳۷۲	〃
۲۰۱۲	مسعود احمد	۳۵۲	〃
۲۰۱۳	محمد فضل حق	۴۹۵	فسٹ
۲۰۱۵	ایثار حسین سید	۳۳۰	سیکنڈ
۲۰۱۶	عبدالرشید	۳۲۴	تھرڈ
۱۹۸۸	محمد جمیل	کمپارٹمنٹ (فزکس)	
۲۰۰۱، ۲۰۱۸	نتیجے کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔		

(مزید رول نمبر اسی صفحہ کے کالم ۴ میں دیکھیں)

ایف۔ایس سی (نان میڈیکل)

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۴۱۴۹	مبارک احمد	۳۱۰	تھرڈ
۴۱۵۱	رشید احمد	۳۰۲	〃
۴۱۵۲	عبدالرحمن	۳۳۵	سیکنڈ
۴۱۵۳	سید طارق شاہ	۲۷۱	تھرڈ
۴۱۵۵	انور محمد زبید	۳۳۰	سیکنڈ
۴۱۵۷	جمیل الرحمن رفیق	۴۱۰	فسٹ
۴۱۵۸	حمید احمد صوفی	نمبروں کا اعلان بعد میں ہوگا	
۴۱۶۲	محمد حمید خان	۳۵۷	سیکنڈ
۴۱۶۴	سیف الرحمن	۳۵۳	〃
۴۱۷۰	محمد نذیر احمد	۳۲۵	〃
۴۱۷۲	نسیم احمد خالد	۴۹۳	فسٹ
۴۱۷۳	محمد بوٹا	۳۶۸	سیکنڈ
۴۱۷۵	عبدالحمید	۲۹۶	تھرڈ
۴۱۷۶	عبدالرحمن	۲۸۹	〃
۴۱۸۰	محمود احمد	۳۲۶	سیکنڈ
۴۱۵۶	نتیجے کا اعلان بعد میں کیا جائے گا		
۴۱۶۴	فضل الٰہی	کمپارٹمنٹ (کیمسٹری)	
۴۱۷۹	سید طاہر احمد لطیف	〃 (کیمسٹری)	

ایف۔اے

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۹۳۸۸	عبدالحکیم نسیم	۳۳۶	سیکنڈ
۹۳۸۹	محمد اسلم بھٹی	۴۳۱	فسٹ
۹۳۹۰	سعید احمد خان رحمانی	۴۱۱	〃
۹۳۹۱	اعجاز احمد	۳۱۸	تھرڈ
۹۳۹۶	ملک عبدالقیوم	۲۷۴	〃
۹۳۹۸	منور احمد	۴۸۱	فسٹ
۹۴۰۲	محمد ظفر علی عارفی	۲۸۸	تھرڈ
۹۴۰۴	منظور احمد خان	۲۴۰	〃
۹۴۰۷	محمود احمد	۲۷۷	〃
۹۴۰۹	چوہدری محمد انس	۳۳۳	〃
۹۴۱۲	محمد شفیع	۳۲۳	〃
۹۴۱۴	عطاء اللہ ملک	۳۰۴	〃
۹۴۱۸	مسعود احمد	۲۷۸	〃
۹۴۲۲	چوہدری سردار علی	۲۷۶	〃
۹۴۲۳	محمد امین منیر	۲۶۸	〃
۹۴۲۵	علیم الدین	۳۲۸	سیکنڈ
۹۴۲۹	عبدالوحید سلیم	۳۴۰	〃
۹۴۳۳	آلہ بیرم خان	۲۹۵	تھرڈ
۹۴۳۵	سید معصوم علی شاہ عابد	۳۴۳	سیکنڈ
۹۴۴۰	محمد نثار احمد خان	۲۲۵	تھرڈ
۹۴۴۳	جمیل احمد خان	۳۲۶	سیکنڈ
۹۴۴۴	محمد سعد اللہ خان	۲۷۷	تھرڈ
۹۴۴۶	عبدالحمید	۳۲۶	سیکنڈ
۹۴۴۸	الیس محمد احمد	۲۱۲	تھرڈ

بی۔ایس سی

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۸۱۳	عبدالرشید	۲۳۶	تھرڈ
۸۱۵	رشید احمد	۲۳۱	〃
۸۱۸	ایم اسلم قریشی	۲۴۲	〃
۸۲۰	ملک شریف احمد سونی	۲۲۲	〃
۸۲۵	خواجہ مختار احمد بٹ	۲۰۱	〃
۸۲۸	صلاح الدین شمس	۲۳۷	〃
۸۲۹	محمد عظیم پراچہ	۱۹۹	〃
۸۳۳	طاہر احمد ہاشمی	۲۴۰	〃
۸۲۲	ظہور احمد	کمپارٹمنٹ (کیمسٹری)	
۸۲۶	احمد بشارت اللہ	〃 (انگلش اور کیمسٹری)	
۸۳۰	رشید احمد	〃 (انگلش اور زوآلوجی)	

بی۔اے

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۳۹۶۶	محمد منصور اقبال	۲۴۹	تھرڈ
۳۹۶۸	نور الٰہی ملک	۲۲۰	تھرڈ
۳۹۶۹	محمد عثمان خان یوسفی	۲۴۹	〃
۳۹۷۰	رب نواز	۲۱۰	〃
۳۹۷۱	کنور ادریس	۲۶۶	سیکنڈ
۳۹۶۵	محمد انوار احمد مبشر	کمپارٹمنٹ (ہسٹری اور اکنامکس)	
۳۹۷۲	محمد ریاض	کمپارٹمنٹ (انگریزی)	

(بقیہ کالم اول)

ایف۔ایس سی (میڈیکل)

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۱۹۹۳	محمد سلیمان اسمٰعیل	۳۳۵	سیکنڈ
۱۹۹۷	اطہر رفیق میر	۲۵۷	تھرڈ
۱۹۹۸	ناصر احمد	۲۷۴	〃

پنجاب یونیورسٹی کے نتائج کا اعلان

(بقیہ صفحہ اول)

ایف۔ایس سی کے امتحان میں گورنمنٹ کالج منٹگمری کے چوہدری محمد اصغر ۵۳۲ نمبر لے کر اول آئے۔ ایمرسن کالج ملتان کے محمد احسن مبارک ۵۱۱ نمبر لے کر دوم اور سیالکوٹ کے ایک پرائیویٹ طالب علم محمد شہباز خان ۵۰۹ نمبر لے کر سوم رہے۔

ایف۔اے کے امتحان میں اسلامیہ کالج لاہور کے عبدالخالق ۵۰۲ نمبر لے کر اول رہے۔ تعلیم الاسلام کالج لاہور کے منور احمد ۴۸۱ نمبر لے کر دوم رہے۔ زمیندار کالج گجرات کے مظفر محمود قریشی ۴۶۸ نمبر لے کر سوم رہے۔ طالبات میں گورنمنٹ کالج ملتان کی مس زحمت ۴۴۷ نمبر لے کر اول رہیں۔

واضح رہے کہ امسال بی۔اے اور بی۔ایس سی کے امتحانات میں کل ۱۱۴۸۴ اور ایف۔اے ایف۔ایس۔سی کے امتحانات میں ۲۳۳۸۰ امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ بی۔ایس سی کا نتیجہ ۳۹٫۹ بی۔اے کا ۳۲٫۷ ایف۔ایس سی میڈیکل ۳۱٫۹۲ ایف۔ایس سی نان میڈیکل کا ۳۵٫۹ اور انٹرمیڈیٹ آرٹس کا ۳۸٫۶ فیصد رہا۔

ضلع جھنگ کی کامیاب ہونے والی پرائیویٹ طالبات

ایف۔اے

رول نمبر	نام طالبات	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۴۲۴۸	امۃ الرحمن	۳۴۷	سیکنڈ
۴۲۴۹	امۃ الحفیظ ثریا	۳۲۲	تھرڈ
۴۲۵۰	ناصرہ بیگم	۳۲۹	سیکنڈ
۴۲۵۱	امۃ اللطیف	۳۰۵	تھرڈ
۴۲۵۲	رشیدہ کشور	۳۸۴	سیکنڈ
۴۲۵۳	مبارکہ خاتون	۲۹۲	تھرڈ
۴۲۵۴	بشریٰ	۳۰۹	〃
۴۲۵۵	سیدہ امۃ الرفیق	۳۴۲	سیکنڈ
۴۲۵۶	صادقہ ملک	۳۴۴	〃
۴۲۵۷	سعیدہ	۲۹۱	تھرڈ
۴۲۵۹	طیبہ شاہناز	۳۲۶	سیکنڈ
۴۲۶۰	سعیدہ بیگم	۲۸۷	تھرڈ
۴۲۶۱	امینہ بیگم	۴۱۰	فسٹ
۴۲۶۳	حمیدہ بانو	۲۸۰	تھرڈ

جنوبی کوریا صلح کے معاہدے کا پابند نہیں!

سیئول ۱۴ رجولائی۔ جنوبی کوریا کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اب جنوبی کوریا عارضی صلح کے معاہدے کا پابند نہیں۔ قومی اسمبلی میں نئی حکومت کی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ کوریا کے متعلق جنیوا کانفرنس ناکام ہو جانے کے بعد یہ معاہدہ ختم ہو گیا۔ البتہ وہ کوریا کو متحد کرنے کے لئے اتحادی قوموں کے ساتھ تعاون کرے گا۔